عالم ربانی کسے کہتے ہیں؟

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، برطانیہ

التزكية
AT-TAZKIYAH
PO BOX 8211, LEICESTER,
LE5 9AS, UK

کتاب کا نام: عالمِ ربانی کسے کہتے ہیں؟

مؤلف: حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

تاریخ اشاعت: رجب ۱۴۳۱

ناشر: التزکیة

مطبع: واجدی پبلیشرز

ای میل:admin@ at-tazkiyah.com

ویب سائٹ: www. at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Da‘wah Book Centre

Berners Street, Leicester, LE2 0FS, UK.

فہرست

فہرست 3
عالم ربانی کسے کہتے ہیں 5
فقیہ فی الدین کی فضیلت 6
اپنی مادرِ علمی سے وابستگی 7
فیصلہ کر کے اٹھو 8
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ 8
عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں 9
علماء سوء کی کثرت 10
وارثین انبیاء قوم کے ہمدرد ہوتے ہیں 11
فقیہ فی الدین کسے کہتے ہیں؟ 12
فقیہ فی الدین کی پہلی علامت 12
فقیہ فی الدین کی دوسری علامت 13
علم عمل کے لئے پڑھاجاتا ہے 14
نوافل کی اہمیت 14
اپنا جائزہ لینے کی ضرورت 15
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور فکر آخرت 16
عشق الہی اور فنائیت 17
فقیہ فی الدین کی تیسری علامت 19
طلب علم کی لذت 20
علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی ذوق 21

طالب علم کسے کہتے ہیں؟ 22
مستحب کرنے کے لئے اور مکروہ بچنے کے لئے 23
اکابر اور اتباعِ سنت 23
حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور عالمگیر کا خواب 24
اتباعِ سنت کا عجیب واقعہ 25
فقیہ مخلوق کے لئے سود مند 26
حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کڑھن 27
اپنے آپ کو بزرگوں سے وابستہ کیجئے 28
دین کا پہرہ دار صرف عالمِ ربانی 28
ایک بہت ضروری بات 29
احساسِ کمتری سے بچو! 30
دین کی خدمت کا واحد طریقہ 30
علم صرف علم نبوت ہے 31
ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخاست ہوئی 32

عالم ربانی کسے کہتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لله وَكَفٰى والصلوة وَالسَلاَم عَلَى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الأَنبِيَاء وَعَلَى اٰله الاَصفِيَاءِ وَاَصحَابِه الاَتقِيَاءِ، اَمَّا بَعدُ: فَقَال النبي صلى الله عليه وسلم: نعم الرجل الفقيه في الدين إن احتيج إليه نفع وإن استغني عنه أغنى نفسه۔ و قال: من يّرد الله به خيراً يفقّهه في الدين۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي، يَفْقَهُوا قَوْلِي۔ سُبْحَانَكَ لا عِلْمَ لَنَا إِلا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔ اللهم انفَعنَا بِمَا عَلَّمتَنَا وَعَلِّمنَا مَا يَنفَعُنَا.

إِنَّ اللهَ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا، اللهم صلّ و سلّم و بارك على سيّدنا و مولانا محمّد و على آله و أصحابه و أتباعه و أزواجه و ذرياته۔

دار العلوم بولٹن کے مکرم فضلاء اور عزیز طلبہ،

اس مجلس میں آپ حضرات کے درجہ عُلیا کے اساتذہ کرام تشریف فرما ہیں،اسی طرح جنوبی افریقہ سے تشریف لائے ہوئے مہمان، ہمارے بزرگ حضرت مولانا عبد الحمید صاحب دامت برکاتہم اور دار العلوم لیسٹر کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا ایوب صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف فرما ہیں۔ ان حضراتِ اکابر کی موجودگی میں میرے جیسے طالبِ علم کا گفتگو کرنا ایک جسارت ہی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ ان حضرات کی توجہات اور ان کے وجود کی برکت سے مجھے وہ باتیں کہنے کی توفیق عطاء فرمائیں جو سب سے پہلے میرے لئے نافع بنیں اور اس کے بعد آپ سب دوستوں کے لئے نافع بنیں۔

فقیہ فی الدین کی فضیلت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے دو حدیثوں کی تلاوت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان دونوں حدیثوں میں فقیہ فی الدین کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

نعم الرجل الفقيه في الدين إن احتيج اليه نفع وإن استغني عنه أغنى نفسه (مشكوة: كتاب العلم)

بہت اچھا شخص ہے وہ فقیہ فی الدین کہ اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو وہ نفع پہنچائے، اور اگر اس سے بے پرواہی برتی جائے تو وہ بھی اپنے آپ مستغنی رکھے۔

مَن يُردِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفقِّهْهُ فِي الدِّينِ (البخاري: كتاب العلم، بَاب مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیرِ عظیم کا ارادہ فرماتے ہیں اسے فقیہ فی الدین بناتے ہیں۔

اس حدیث میں خیراً کی تنوین کے سلسلے میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ یہ تعمیم کے لئے ہے اور دوسرا یہ کہ یہ تعظیم کے لئے ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ جس کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ ہر قسم کی خیر کا ارادہ فرماتے ہیں یا جس کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ بڑی خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، جسے حق تعالیٰ شانہ خیرِ کثیر عطاء فرمانا چاہتے ہیں یا جسے حق تعالیٰ شانہ خیرِ عظیم عطاء فرمانا چاہتے ہیں، اسے فقیہ فی الدین بناتے ہیں۔

طلبہ اس حدیث سے خوب واقف ہیں اس لئے کہ ان کے سامنے جب علم اور اہلِ علم کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں، اس وقت یہ حدیث بھی بیان کی جاتی ہے۔ طلبہ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے عالم بناتے ہیں، اور ہم بھی چونکہ مدرسہ میں چھ سال پڑھنے کے بعد عالم کی سند حاصل کرلینگے، اس لئے اس عظیم فضیلت کے مستحق ہوجائیں گے۔ گویا اس حدیث کو سن کر طلبہ خوشی محسوس کرتے ہیں کہ اس میں ہماری فضیلت بیان ہو رہی ہے، مگر یہ غور نہیں کرتے کہ اس حدیثِ پاک میں فقیہ

فی الدین کا جو ذکر آیا ہے اس کے معنی کیا ہیں؟ ہمیں چاہئے کہ ہم فقیہ کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کے بعد پوری کوشش کریں کہ ہم اپنے آپ کو اس مفہوم کے مطابق فقیہ بنائیں۔ اللہ مجھے بھی توفیق عطاء فرمائیں اور آپ سب دوستوں کو بھی توفیق عطاء فرمائیں۔

اپنی مادرِ علمی سے وابستگی

ماشاءاللہ! آپ کی مادرِ علمی نے آپ سب کو یاد کیا اور اس اجتماع کا اہتمام کیا، یہ بہت ہی اچھا سلسلہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مہتمم صاحب، یہاں کے منتظمین حضرات اور آپ کے اساتذہ کے دلوں میں آپ کے لئے محبت ہے، آپ حضرات کو اس کی قدر کرنی چاہئے اور محبت کا جواب محبت سے دینا چاہئے، آج جس تعلق کی تجدید ہورہی ہے، اس تعلق کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ میرے ایک بہت ہی مشفق اور مہربان بزرگ ہیں، مدرسہ صولتیہ کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم، آپ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃاللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، ۱۹۸۲ میں دار العلوم بری کے چند اساتذۂ کرام کی ایک حادثہ میں شہادت ہوئی تھی، اس وقت کتابوں کی تکمیل کے لئے حضرت قطب الاقطاب، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے ان کا انتخاب فرمایا تھا اور انہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے تشریف لاکر حضرت مولانا ابراہیم ڈیسائی صاحب رحمۃاللہ علیہ اور حضرت مولانا یعقوب ڈیسائی صاحب رحمۃاللہ علیہ کی کتابوں کی تکمیل کرائی تھی۔مکہ مکرمہ حاضری پر حضرت سے ملاقات رہتی ہے، آپ علماء اور طلبہ کو ایک نصیحت ضرور کرتے ہیں کہ اپنی مادر علمی سے جڑے رہنا، اپنی مادر علمی سے تعلق رکھنا۔

میں بھی آپ حضرات سے پوری امید رکھتا ہوں کہ اب آپ اپنی مادرِ علمی سے وابستہ رہیں گے۔

فیصلہ کر کے اٹھو

عرض یہ کر رہا تھا کہ آپ حضرات کو یہاں مدعو کیا گیا اور آپ آئے۔ اب یہاں سے کچھ فیصلے کرکے اٹھنا چاہئے۔ یہ کافی نہیں ہوگا کہ آپ آئے، قرأت و نعت اور اکابرو مشائخ کی نصیحتیں سنیں اور چلے گئے۔نہیں میرے عزیزو! ہم یہاں سے ایک نیا ولولہ لیکر جائیں گے، اور ان شاء اللہ تعالی اپنی زندگی کا نیا ورق کھولینگے۔ہم غور کریں گے کہ فقیہ فی الدین کسے کہتے ہیں اور انصاف کے ساتھ اپنا جائزہ لیں گے کہ فقیہ فی الدین ہونے کے جو تقاضے ہیں ہم سے پورے ہو رہے ہیں یا نہیں۔ جو تقاضے پورے ہو رہے ہیں ان پر حق تعالیٰ شانہ کا شکر اداء کریں گے اور جن میں کمی اور کوتاہی ہے ان کی اصلاح کی فکر کریں گے۔ہم یہاں سے ایک نیا عزم لیکر اٹھیں گے اور اپنی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی سعی کریں گے۔

میرے دوستو! ایک بات یاد رکھیں، آپ چاہے اپنے آپ کو عالم سمجھیں نہ سمجھیں، مگر دنیا آپ کو ایک عالم کی حیثیت سے دیکھتی ہے۔آپ کوئی اچھا عمل کرینگے، آپ کے اساتذہ کا، آپ کے بزرگوں کا، آپ کے مدرسہ کا اور آپ کی علمی برادری کانام روشن ہوگا۔اور اگر کوئی دوسری بات ہوگی تو سب کی بدنامی ہوگی چاہے آپ کا اپنے اساتذہ سے، بزرگوں سے اور مدرسہ سے کسی درجہ کا بھی تعلق نہ ہو۔اس لئے ہماری کوشش یہی ہونی چاہئے کہ لوگ ہمیں جس حسنِ ظن کے ساتھ دیکھتے ہیں، ہم اسی طرح زندگی گزاریں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت امام ابویوسف رحمۃاللہ علیہ نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے۔ یہ بات تو آپ سب حضرات کو معلوم ہی ہے کہ امام صاحب رحمۃاللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہے، یہ ایک مشہور بات ہے مگر اس کا پس منظر کیا ہے؟ امام ابویوسف رحمۃاللہ علیہ بیان

فرماتے ہیں کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں دو شخص آپس میں بات کر رہے تھے، جب انہوں نے امام صاحب کو دیکھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ ابوحنیفہ ہیں جو روزانہ عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھتے ہیں۔

یہ بات حقیقت کے خلاف تھی، حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھنے کا معمول نہیں تھا۔ مگر حق تعالیٰ شانہ نے اس شخص کے دل میں یہ بات ڈال رکھی تھی، شاید اسی کے ذریعہ حق تعالیٰ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس معمول پر لانے کا ارادہ فرمارہے تھے۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو شرم سے پانی پانی ہوگئے اور یہ خیال آیا کہ اللہ کے بندے جب میرے بارے میں اتنا حسنِ ظن رکھتے ہیں حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں، تو مجھے اب ایسا بننے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ سبحان اللہ! ابویوسف! دیکھ رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ہمارا ایسا ذکر پھیلا رکھا ہے، کیا یہ بات بری نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خبر کے خلاف ہمارا عمل دیکھیں؟ خدا کی قسم! لوگ میری طرف ایسا عمل منسوب نہیں کر سکتے ہیں جسے میں نہ کرتا ہوں۔ عزم کرلیا اور اس دن سے انتقال تک روزانہ، چالیس سال متواتر، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری رات عبادت میں گزاری اور فجر کی نماز عشاء کے وضوء سے پڑھی۔

عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں

ہمیں تو اپنے بارے میں یہ خیال بھی نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا شمار علماء میں ہے۔ میرے عزیزو! عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے بہت بڑی بات ہے۔ عالم تو عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جی مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، یہ حضرات علماء بھی ہیں اور فقہاء بھی۔ یہ وہ حضرات

ہیں جنہیں علماء، فقہاء اور وارثینِ انبیاء کا لقب زیب دیتا ہے۔ ہمیں تو اپنے بارے میں یہ خیال بھی نہیں آنا چاہئے کہ میں عالم ہوں، مگر حق تعالیٰ شانہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ اس نے ہماری تمام تر نااہلیت کے باوجود، لوگوں کے دلوں میں ہمارے بارے میں یہ حسن ظن پیدا کیا کہ ہم علماء ہیں۔ جب حق تعالیٰ شانہ نے ہمارے ساتھ یہ لطف و انعام کیا تو ہمیں بھی شرم سے پانی پانی ہوجانا چاہئے اور وہ صفات جو ایک متوسط درجہ کے عالم میں ہونی چاہئے، کم از کم انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ کسی درجہ میں فقیہ، عالم اور وارث نبی ہونے کی سعادت نصیب ہوجائے۔

علماء سوء کی کثرت

احادیث میں فقیہ فی الدین کا ذکر ہے، اسی کو عالمِ ربانی بھی کہتے ہیں اور وارثِ نبی بھی، یہ ایک ہی مصداق کے الگ الگ نام ہیں۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ علماء کی دو قسمیں ہیں: علماءِ ربانی اور علماءِ سوء۔ جیسے جیسے قیامت قریب آتی جائے گی علماء ربانی کی قلت اور علماء سوء کی کثرت ہوتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ بد قسمتی سے اب ہمارے مدارس سے بھی علماء سوء پیدا ہونے لگے ہیں۔

معلوم ہوا کہ پہلے ہمارے مدارس سے علماء سوء پیدا نہیں ہوتے تھے، بلکہ علماءِ ربانیین ہی پیدا ہوتے تھے۔ حضرت مولانا محمد یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ہیں، فرماتے تھے کہ ہم نے وہ زمانہ دیکھا جب دار العلوم دیوبند کے مہتمم سے لے کر چپڑاسی تک، ہر شخص صاحبِ نسبت، اللہ کا ولی ہوتا تھا۔

میرے حضرت، مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک مرتبہ میں ائیرپورٹ پر تھا، حضرت گردن جھکائے بیٹھے ہوئے تھے، میں حضرت کے ساتھ اکیلا تھا، دوسرے حضرات سامان کاوزن کرا رہے تھے، اچانک میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ مولوی صاحب! علماءِ سوء میں سے ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو! اس لئے

کہ اب علماءِ سوء کی کثرت ہورہی ہے۔

خیر القرون میں علماء سوء کا وجود ہی نہیں تھا۔وہاں تو خشیت والے علماء تھے، تواضع والے علماء تھے، علماء ربانیین تھے، فقہاء فی الدین تھے، وارثینِ انبیاء تھے۔علماء سوء کا وہاں تصور ہی نہیں تھا۔نبوی زمانہ سے جیسے جیسے دوری ہوتی چلی گئی علماء سوء کا وجود ہونے لگا اور بڑھتے بڑھتے اب کثرت ہورہی ہے۔اعاذنا اللہ منھم۔

تو علماء کی دو قسمیں ہیں، علماء ربانی اور علماء سوء۔جو عالم ربانی ہے وہی فقیہ فی الدین اور وارثِ نبی ہے۔جب اس سلسلہ کے فضائل سنائے جاتے ہیں جیسے إن العلماء ورثة الأنبياء تو ہم بہت خوش ہوتے ہیں کہ یہ ہمارے فضائل ہیں اورہم کہتے ہیں کہ ہم چونکہ انبیاء کے وارث ہیں اس لئے عوام کو ہمارا احترام کرنا چاہئے، اکرام کرنا چاہئے، ہماری خدمت کرنی چاہئے اور ہمارے حقوق اداء کرنے چاہئے۔سوال یہ ہے کہ ہمارے ذمہ بھی عوام کے کچھ حقوق ہیں یا نہیں؟

وارثین انبیاء قوم کے ہمدرد ہوتے ہیں

ہم میرے بھائیو! تطفیف کے جرم میں مبتلا ہیں۔

﴿وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِينَ، الَّذِينَ إِذَا اكۡتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ، وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَوۡ وَزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ﴾ (المطففین: ۱-۳)

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے کہ جب وہ لوگوں سے (اپنا حق) ناپ کر لیں تو پورا لے لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹادیں۔

یہ بھی تطفیف ہے کہ ہم عوام سے اپنے حق کو تو پورا وصول کریں اوران کے حق میں کوتاہی کریں۔جس طرح ان کے ذمہ ہمارے کچھ حقوق ہیں، اسی طرح ہمارے ذمہ ان کے حقوق بھی ہیں۔ان حقوق میں سے ان کی دینی ہمدردی بھی ہے، اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی کیفیت کیا تھی؟

كان متواصل الأحزان، دائم الفكرة (شمائل الترمذي، بَابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار غموں والے اور دائمی فکر والے تھے۔

اگر ہم وارثین انبیاء ہونے کے مدعی ہیں تو وراثت میں یہ اوصاف بھی منتقل ہونے چاہیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار غموں والے اور دائمی فکر والے تھے۔ کوئی نبی بھی عیش والی زندگی نہیں گذارتا تھا، تنعم پروری والی زندگی نہیں گذارتا تھا، نبی دنیا کی طرف رغبت والی زندگی نہیں گذارتا تھا، نبی مال کمانے کے چکر میں نہیں رہتا تھا، نبی کو اچھی اچھی سواریوں کی، اچھے اچھے گھوڑوں کی، اچھے اچھے اونٹوں کی فکر نہیں تھی، نبی کو بڑے بڑے بنگلوں کی فکر نہیں تھی، نبی کو عمدہ عمدہ کپڑوں کی فکر نہیں تھی، نبی کو تو ایک ہی فکر تھی کہ اس زمین پر بسنے والا ہر ہر انسان اللہ والا کیسے بن جائے، جنت میں جانے والا کیسے بن جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ انبیاء کے سردار تھے اس لئے اس وصف میں بھی آپ دوسروں پر فائق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم مُتَوَاصِلَ الأَحزان دائم الفكرة تھے۔ ہر وقت سوچ، ہر وقت فکر اور ہر وقت غم کہ اللہ کے بندے جہنم سے کیسے بچ جائیں۔ ہمیں تو میرے بھائیو اپنے بھائی، اپنی بہن، اپنی ماں اور اپنے والد کے جہنم کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر بھی دل میں بے چینی اور کڑھن محسوس نہیں ہوتی۔ اگر ہم حقیقی معنٰی میں وارثِ نبی ہیں تو نبی کا یہ وصف بھی ہمارے اندر ہونا چاہیئے۔

فقیہ فی الدین کسے کہتے ہیں؟

عرض یہ کر رہا تھا کہ ہمیں یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ فقیہ فی الدین کسے کہتے ہیں؟ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

إنما الفقيه الزاهد في الدنيا، الراغب في الآخرة، البصير بأمر دينه، المداوم على عبادة ربه۔

فقیہ فی الدین کی پہلی علامت

فقیہ فی الدین کی سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ وہ الزاهد في الدنيا ہے، وہ

دنیا کے معاملہ میں زاہد ہوتا ہے۔حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ چونکہ فقیہ فی الدین تھے، عالمِ ربانی تھے، وارثِ نبی تھے اس لئے زاہد فی الدنیا تھے، دنیا کی کوئی رغبت نہیں تھی حتی کہ آپ امیر المؤمنین تھے مگر کپڑوں میں پیوند ہوتے تھے۔ہمارے اسلاف دنیا سے اتنے دور رہتے تھے کہ حضرت حکیم الامت رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بزرگانِ سلف کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا اس دنیا میں رہتے ہی نہیں تھے، کسی اور ہی عالم میں رہتے تھے۔

فقیہ فی الدین کی دوسری علامت

فقیہ فی الدین کی دوسری علامت الراغب في الآخرة ہے، آخرت کی طرف رغبت۔یہ دو وصف فقیہ کے قلب میں ایسے رچ بس جاتے ہیں کہ ان کے آثار پھوٹ پھوٹ کر ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ اس کی صحبت میں بیٹھنے والے کو بھی آخرت کی طرف رغبت اور دنیا سے بے رغبتی محسوس ہوتی ہے۔اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی مجالست کی ترغیب دی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا من نجالس؟ ہم کس کی مجالست اختیار کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کے ساتھ بیٹھا کرو جس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو، جس کے عمل سے تمہارے دلوں میں آخرت کی رغبت بڑھے اور دنیا کی رغبت کم ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ اوصاف ہمیں بھی نصیب فرمادیں۔

فقیہ فی الدین کو دنیا سے رغبت نہیں ہوتی، وہ ہر وقت آخرت کی فکر میں مشغول رہتا ہے، اس کی رغبت کا مرکز آخرت ہوتا ہے، اسکو ہر کام میں آخرت کا نفع پیشِ نظر ہوتا ہے۔دو رکعت نفل پڑھلوں گا تو مجھے اتنا ثواب ملے گا، کسی کو نصیحت کروں گا تو مجھے یہ فائدہ حاصل ہوگا، کسی کو کوئی بھلی بات بتلاؤں گا تو مجھے آخرت میں نفع ہوگا، کسی کو علم سکھاؤں گا تو اللہ کا قرب نصیب ہوگا،ہر کام میں حتی کہ دنیوی کاموں میں بھی مقصد آخرت کا نفع اور قربِ خداوندی ہوتا ہے۔جب یہ کیفیت ہوجاتی ہے تو پھر وہ گنجائش کی تلاش میں نہیں رہتا، اس کی کوشش یہی رہتی ہے کہ رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل ہو۔

علم عمل کے لئے پڑھا جاتا ہے

آج ہمارا حال بالکل مختلف ہے۔علم عمل کے لئے پڑھا جاتا ہے مگر ہماری ایک بہت بڑی کمزوری یہ ہے کہ علم پڑھ کر ہم سہولت پسند ہوجاتے ہیں، بجائے عمل کرنے کے ہمارا علم عمل چھوڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، معلوم ہوگیا کہ یہ عمل مستحب ہے، یہ نفل ہے، یہ سنت ہے، یہ سنتِ غیر مؤکدہ ہے،کیا معنی؟ اب چھٹی۔ مستحب، نفل، سنت،یہ وہ امور ہیں جن کے ترک پر کوئی مؤاخذہ نہیں لہٰذا چھوڑدو۔
إنّا لله و إنّا إليه راجعون۔

نوافل کی اہمیت

میرے بھائیو! یقینا یہ اعمال ضروری نہیں، مگر ہیں کرنے کے لئے، حصول قرب الٰہی میں انکو بڑا دخل ہے۔حدیث قدسی میں وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بشَيءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عليه میں فرض کا بیان ہے،اس کے بعد نفل کے بارے میں ارشاد ہے:

وما زَالَ عَبدي يَتَقَرّبُ إليّ بالنَوافِلِ حَتّى أحِبَّهُ، فَإذَا أَحبَبْتُهُ كُنْتُ سَمعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بهِ، ويَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرجْلَهُ الَّتِي يَمْشي بِهَا، وَإنْ سَأَلَنِي أَعْطَيْتُهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لأُعِيذَنَّهُ (البخاری، کتاب الرقاق، باب التوضع)

اور میرا بندہ مجھ سے نوافل کے ذریعہ قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے،اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے،اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں اسے دے دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ نوافل کا بھی بڑا فائدہ ہے، اس کے اہتمام سے بندہ حق تعالی

شانہ کا محبوب بنتا ہے، پھر اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور وہ مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے۔

حضرت ڈاکٹرعبد الحیّ عارفی رحمۃاللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی مستحب پسندیدہ عمل کو کہتے ہیں اور پسندیدہ عمل کرنے کے لئے ہوتا ہے، چھوڑنے کے لئے نہیں۔ہمارے ذہنوں میں کیا بات پیدا ہوجاتی ہے؟ یہ فرض ہے، اسے کرنا پڑے گا، واجب ہے، اسے بھی کرنا پڑے گا، سنتِ مؤکدہ ہے، اسے بھی کرنا پڑے گا، سنتِ غیر مؤکدہ ہے، کوئی حرج نہیں،کیوں؟ اس لئے کہ ترک پر مؤاخذہ نہیں۔ اللہ اکبر!سنتِ غیر مؤکدہ کی کیا تعریف ہے میرے بھائیو! سنتِ غیر مؤکدہ وہ عمل ہے جسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی چھوڑا کرتے تھے۔اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سنتِ غیر مؤکدہ کو کبھی کبھی پڑھ لیا کرتے ہیں، اور اگر کبھی کبھی پڑھ لینے کا معمول ہے تب بھی بسا غنیمت ہے، اب تو اس حد تک انحطاط ہے کہ سنتِ غیر مؤکدہ کو ادا کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی! غور کرو میرے بھائیو! آپ سب میرے دوست ہیں، میں بھی آپ ہی کی طرح ایک طالبِ علم ہوں، یہ ان حضراتِ اکابر کی برکت ہے کہ میں کچھ عرض کر رہا ہوں۔

اپنا جائزہ لینے کی ضرورت

ہمیں صدقِ دل سے اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، اور اسی میں ہمارا فائدہ ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا، وزنوا أنفسكم قبل أن توزنوا، وتأهبوا للعرض الأكبر على من لا تخفى عليه أعمالكم

(تفسير ابن كثير)

تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے (قیامت کے دن) حساب لیا جائے، اور اپنے اعمال کا وزن کرو اس سے پہلے کہ (میدانِ حشر میں) ان کو تولا جائے، اور سب سے بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ جو اس ذات کے سامنے ہو گی جس پر تمہارے اعمال مخفی نہیں۔

جو بھی عالم ربانی ہوگا، وارث نبی ہوگا، فقیہ فی الدین ہوگا، متقی ہوگا، ولی ہوگا اسے دنیا سے بے رغبتی ہوگی اور آخرت کی خوب رغبت ہوگی، وہ ہر وقت آخرت میں کام آنے والے اعمال میں مشغول رہے گا۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حالات جو کچھ بھی ہوں حضرت کے نظام الاوقات اور معمولات کی پابندی میں کوئی تغیر نہیں دیکھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فکر آخرت

مختارات میں آپ حضرات نے حضرت علیؓ کے سلسلہ میں حضرت ضرار بن ضمرۃ رحمۃ اللہ علیہ کی بات پڑھی ہے، وہ فرماتے ہیں:

یستوحش من الدنیا وزهرتها ویستأنس باللیل وظلمته،

آپ دنیا اور اس کی چمک دمک سے وحشت محسوس کرتے تھے اور رات اور رات کی تاریکی سے مانوس تھے۔

آپ داڑھی پکڑ کر محراب میں کھڑے ہوجاتے تھے اورآپ کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ:

یتململ تململ السلیم، ویبکي بکاء الحزین،

آپ سانپ اور بچھو کے ڈنسے ہوئے کی طرح تلملاتے تھےاور غمزدہ کے رونے کی طرح روتے تھے۔

اور عاجزی کرتے ہوئے اللہ کو پکارتے تھے،

یا ربنا یا ربنا

اے ہمارے پروردگار! اے ہمارے پروردگار!

اور دنیا سے کہتے تھے:

یا دنیا! أبي تعرضتِ، أم لي تشوفتِ؟ هیهات هیهات غرّي غیري، قد بتتك ثلاثاً، لا رجعة لي فیك

اے دنیا!کیا تو میرے سامنے آتی ہے؟ کیا تومیرے لئے مزین

ہوتی ہے؟ دور ہوجا! دور ہوجا! کسی اور کو دھوکہ دے! میں تو تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فعمرك قصير، وعيشك حقير، وخطرك كبير، آه آه! من قلة الزاد، وبعد السفر، ووحشة الطريق

تیری عمر تھوڑی ہے اور تیرا عیش بے قیمت ہے اور تیرے خطرات بڑے ہیں !آہ توشہ کم ہے،اور سفر لمبا ہے، اور راستہ انجانے کا ہے۔

میرے بھائیو! ہمیں اپنے اندر اس طرح کی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ دنیا سے بے رغبتی ہو اور آخرت کی رغبت۔اور یہ چیز حاصل ہوگی حضرات اہل اللہ سے وابستگی اختیار کرنے سے جن کے دلوں میں دنیا کی بے رغبتی اورآخرت کی رغبت پیدا ہوچکی ہے۔

حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم ایک شعر میں ارشاد فرماتے ہیں:

کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

میرے بھائیو! یہ جینے کا سلیقہ ہمیں بزرگوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوگا۔اکبر الہ آبادی نے کہا تھا:

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

عشقِ الٰہی اور فنائیت

آج کل اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی پائی جاتی ہے، اس کی طرف توجہ کی برکت سے عشقِ الٰہی نصیب ہوگا جس کے نتیجہ میں فنائیت اور تواضع کی صفت حاصل ہوگی۔اور یہ بڑی نعمتیں ہیں۔حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کی دوخصوصیتیں ہیں جو انہی کا حصّہ ہیں، ایک عشقِ الٰہی اور دوسری

فنائیت اور تواضع۔

تُو کو اتنا مٹا کہ تُو نہ رہے
تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے
ہُو میں اتنا کمال پیدا کر
کہ ہُو تو رہے تُو نہ رہے

ہُو میں کمال پیدا کر یعنی اللہ کے تعلق میں، عشق و محبت میں اتنا کمال پیدا کر کہ اس کے بعد تجھے تیرے ہر کام میں اللہ کی قدرت ہی کار فرما نظر آئے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے پھر رفعت ہی رفعت ہے۔میرے محبوب حضرت، حاجی فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مٹانا کیا ہے؟ پانا ہے، اور پانا کیا ہے؟ مٹانا ہے۔

دوسروں کو وہی لوگ فائدہ پہنچاتے ہیں جو اپنے کو مٹاتے ہیں۔

جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صُراحی سرنگوں ہوکر بھرا کرتی ہے پیمانہ

صُراحی میں موجود پانی سے دوسروں کو اسی وقت فائدہ پہنچے گا جب وہ جھکے گی، اگر وہ جھکنے سے انکار کرے تو اس سے کوئی فیض یاب نہیں ہوسکے گا، اور کسی کی بھی پیاس نہیں بجھے گی۔جب وہ جھکے گی تب پیمانہ اور جام بھرے گا، اور جب پیمانہ بھرے گا تو فیض جاری ہوگا۔جو اپنے آپ کو جتنا مٹائے گا حق تعالیٰ شانہ اس کے سینے سے اتنا ہی فیض جاری فرمائیں گے۔اور اپنے اندر تواضع، للہیت، اخلاص، خشیت وغیرہ اوصافِ حمیدہ پیدا کرنے کے لئے بزرگوں کی صحبت اختیار کرنی پڑے گی، کسی کامل سے وابستہ ہوکر اپنے آپ کو مٹانا پڑے گا، یہ دولت میرے بھائیو! بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کئے بغیر حاصل نہیں ہوتی! حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہونچے تو آپ نے ایک شعر کہا:

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پہ لایا ہوں
مٹا دیجئے مٹا دیجئے مٹنے ہی کو آیا ہوں

بزرگوں سے وابستگی اور ان کی صحبت کے نتیجہ میں ان کے اوصاف ہمارے اندر منتقل ہوتے ہیں۔

خربوزہ، خربوزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے

اس لئے بزرگوں سے وابستگی کو خوب اہمیت دینے کی ضرورت ہے۔

فقیہ فی الدین کی تیسری علامت

فقیہ فی الدین کا تیسرا وصف ہے البصیر بأمر دینه۔اپنے دین کے امورمیں بصیرت رکھتا ہے، اس کا علم ٹھوس اور پختہ ہوتا ہے، اسے معلوم ہوتا ہے کہ حلال کیا ہے اورحرام کیا ہے، جائز کیا ہے اور نا جائز کیا ہے، گنجائش کی حد کیا ہے اور عزیمت کی اہمیت کیا ہے، مجھے عوام کو کس حد تک گنجائش بتلانی ہے، اور مجھے خود گنجائش پر کتنا عمل کرنا ہے۔ اس وصف کو حاصل کرنے کے لئے علمی انہاک کی ضرورت ہے، اس کے لئےمزاج کو علمی بنانا پڑے گا۔ مدارس کے طلبہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی خدمت میں عرض کرتا چلا جاؤں کہ اس وصف کو حاصل کرنے کے لئے پڑھنے کے زمانے میں خوب محنت کرنی ہوگی۔ علمِ نحو، علمِ صرف، علمِ فصاحت، علمِ بلاغت، عربی ادب، اصولِ تفسیر، اصولِ حدیث، اصولِ فقہ تمام ہی علوم وفنون میں خوب محنت کرنی پڑے گی۔ اتنی محنت ہو کہ آپ علوم کو پی جائیں، پھر فراغت کے بعد بھی ان علوم کے ساتھ برابر وابستگی رہے۔ آج کل عام حالت یہ ہے کہ طلبہ پڑھنے کے زمانے میں کوئی خاص محنت نہیں کرتے، اور جو دو چار پڑھنے والے اور محنت کرنے والے ہوتے ہیں انہیں بھی فارغ ہونے کے بعد کتابوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا۔جو ذوق اور شوق ہونا چاہئے وہ نظر نہیں آتا۔

طلب علم کی لذت

علامہ زمخشری رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

سهْرِيْ لِتَنْقِيْحِ الْعلوْمِ أَلَذُّ لِيْ
مِنْ وَصْلِ غَانِيَةٍ وَ طَيب عناق
وتمايلي طرباً لحلّ عويصة
أشهى وأحلى من مدامة ساق

علوم کی تنقیح اور تحقیق کے لئے میرا راتوں کو جاگنا، گانے والی خوبصورت لڑکی کی ملاقات سے اور اس سے گلے لگنے کی مٹھاس سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔اور میرا جھومنا کسی مشکل مقام کو حل کرنے کے نتیجہ میں شراب پلانے والے کے جام سے بھی زیادہ مزیدار اور میٹھا ہے!

وصرير أقلامي على أوراقها
أحلى من الدوكاء والعشاق
و ألذّ من نقر الفتاة لدفّها
نقري لألقي الرمل عن أوراقي

کاغذ پر لکھتے وقت میرے قلم کے چلنے کی آواز عشق و محبت سے بھی زیادہ شیریں ہے۔اور ایک نوجوان لڑکی کے دف بجانے کی کھنک سے بھی زیادہ لذت مجھے اپنی کتابوں کے اوراق سے غبار جھاڑنے کی آواز میں محسوس ہوتی ہے۔

حضرت امام محمد رحمۃاللہ علیہ فرماتے تھے:

لذّات الأفكار خير من لذّات الأبكار

علمی مسائل میں غور و فکر کرنا دوشیزوں سے لطف اندوز ہونے سے بھی بہتر ہے۔

جب میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر بیٹھتا ہوں اور مسائل کے استنباط کے لئے ان میں غور و فکر کرتا ہوں اس وقت مجھے جو لذت

نصیب ہوتی ہے وہ کسی کنواری دوشیزہ سے لطف اندوز ہونے کے وقت بھی نہیں ہوتی۔

حضرت امام شافعی رحمۃاللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! جب آپ کسی علمی بات کو زندگی میں پہلی دفعہ سنتے ہیں تو آپ کو کتنا لطف آتا ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے کانوں میں جب کوئی نئی علمی بات پہلی مرتبہ پڑتی ہے تو مجھے اس قدر لذت محسوس ہوتی ہے کہ اس وقت میری تمنا یہ ہوتی ہے کہ کاش میں سر سے لے کر پاؤں تک کان ہی کان ہوتا!

میرے بھائیو! حصول علم میں ہمیں یہ لذت محسوس ہونی چاہئے۔ جب یہ لذت نصیب ہوگی تو مطالعہ کے بغیر چین حاصل نہیں ہوگا۔

علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃاللہ علیہ کا علمی ذوق

ہمارے اسلاف اور اکابر کا اسی طرح کا حال تھا۔ ہمارے قریب کے زمانہ کے ایک بزرگ حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃاللہ علیہ کا حال سنئے! ڈابھیل میں جب مجلسِ علمی کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃاللہ علیہ کو پیشکش ہوئی کہ آپ آئیں اور مجلس علمی کے لئے تحقیق کا کام کریں۔ آپ کو سب سے پہلے اپنے محبوب استاذ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃاللہ علیہ کی تقریر ''العرف الشذی'' کی تحقیق کا کام سونپا گیا، حضرت کشمیری رحمۃاللہ علیہ کی اس تقریر کے حوالوں کی تخریج کرکے انہیں مکمل طور پر تحریر کرنا تھا۔ حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃاللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک ایک حوالہ کے لئے بسا اوقات مجھے سینکڑوں صفحات دیکھنے پڑتے تھے۔

اس سلسلہ کی مثالیں بھی حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃاللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک حیرت کن بات کی طرف اشارہ پر اکتفاء کرنا چاہونگا۔ حضرت رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''العرف الشذی'' پڑھتے پڑھتے میں ایک جگہ پر پہنچا جہاں حضرت کشمیری رحمۃاللہ علیہ نے متعارض روایات کی تطبیق بیان کرتے ہوئے محدثین کا ایک قاعدہ بیان کیا تھا۔ اور قاعدہ بیان کرکے حضرت کشمیری رحمۃ

اللہ علیہ نے تبصرہ کیا تھا کہ یہ بہت ہی اہم قاعدہ ہے، مگر افسوس کہ مصطلح الحدیث کے مدوّنین نے اس کو اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا، ہاں حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فتح الباری میں متعدد جگہوں پر ذکر کیا ہے۔ میں نے فتح الباری کو اول سے پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے پڑھتے مجھے وہ حوالہ مل گیا، مگر حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متعدد جگہوں پر ذکر کیا ہے، میں دیکھنا چاہتا تھا کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی جگہوں پر اور کہاں کہاں ذکر کیا ہے، اس لئے صرف اس ایک اصول کی تلاش کے لئے میں نے فتح الباری از اول تا آخر حرفاً حرفاً پڑھی۔

اللہ کرے ہمیں بھی یہ علمی ذوق اور کتابوں کے ساتھ اس طرح کی وابستگی نصیب ہو اس لئے کہ علم میں ترقی کے لئے کتابوں کے ساتھ تعلق، علمی ذوق اور علمی مزاج کا ہونا بہت اہم ہے۔اس دلچسپی کے بغیر طالبِ علم طالبِ علم نہیں۔

طالب علم کسے کہتے ہیں؟

طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟ جو دار العلوم بولٹن میں داخلہ لے لے اسے طالبِ علم کہتے ہیں؟ جو ہماری اکیڈمی میں داخلہ لے لے اسے طالب علم کہتے ہیں؟ جو دار العلوم دیوبند میں داخلہ لے لے اسے طالبِ علم کہتے ہیں؟نہیں، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ طالبِ علم اس کو کہتے ہیں جس کے دماغ میں ہر وقت کوئی علمی سوال گردش کرتا رہتا ہو۔

طالبِ اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم فاعل میں استمرار کا معنی ہوتا ہے، اگر آپ طالبِ علم ہیں تو ہر وقت آپ کے دماغ میں کوئی نہ کوئی علمی سوال رہنا چاہئے۔ میرے بھائیو! ہمارے اکابر میں علم کی نہ بجھنے والی پیاس تھی۔ اس سلسلہ کے ان کے سینکڑوں واقعات ہیں۔ہمیں بھی یہ پیاس اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ طالبِ علمی کے زمانے میں اپنے اندر علم کے لئے محنت کا ذوق پیدا کیجئے اور خوب محنت سے پڑھئے تاکہ علوم اور فنون میں پختگی آجائے، اورفراغت کے بعد اپنے آپ کو اس علم سے پورے طور پر وابستہ رکھئے۔اگر کسی جگہ تدریس کا موقع مل جائے تو

الحمد للہ بڑی خوشی کی بات ہے، مگر یہ یاد رہے کہ علم سے وابستگی کے لئے ہمیں تدریس کا محتاج نہیں رہنا چاہیے۔کسی جگہ پڑھانے کا موقع ملے نہ ملے،حق تعالیٰ شانہ نے جو علم دیا ہے اسے بر قرار رکھنا چاہیے، تازہ رکھنا چاہیے اور بڑھانا چاہیے۔ یاد رکھو! علم رکتا نہیں ہے، یا تو وہ بڑھے گا یا گھٹے گا۔ آپ اگر بڑھانے کی سعی نہیں کریں گے تو وہ کمی کی طرف جائے گا اور رفتہ رفتہ ختم ہی ہوجائے گا۔

مستحب کرنے کے لئےاور مکروہ بچنے کے لئے

تو فقیہ کی ایک صفت دینی علوم پر بصیرت ہے، جب علم میں پختگی ہوگی اور اصلاح کی فکر کے ساتھ بزرگوں کے ساتھ تعلق بھی رہے گا تو الزاھد في الدنیا الراغب في الآخرة بن جائے گا۔ جب دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت نصیب ہوجائے گی تو المداوم علی عبادۃ ربہ کا مصداق ہوجائے گا یعنی ایسا شخص اپنے پروردگار کی عبادت پر مداومت کرنے والا ہوگا۔ وہ اعمال سے بھاگنے کی غرض سے حیلے بہانے تلاش نہیں کرے گا، گنجائشوں کے چکر میں نہیں پڑے گا، رخصتوں کی جستجو میں نہیں رہےگا۔ اس کا علم، اس کی رغبت الی الآخرۃ اور اس کا زھد عن الدنیا، یہ امور اسے اس بات کی طرف متوجہ کریں گے کہ مستحب عمل کرنے کے لئے ہوتا ہے اور مکروہ بچنے کے لئے، وہ مستحبات کا اہتمام کرے گا اور مکروہات سے بچنے کی سعی بھی کرے گا۔آج کل عوام اورخواص سب ہی کا یہ مزاج بن گیا ہے کہ اگر عمل مستحب ہے تو چونکہ کرنا ضروری نہیں ہے لہذا چھوڑ دو۔یہی حال مکروہِ تنزیہی کا ہے کہ چونکہ اسکو کرنا گناہ نہیں ہے لہذا اس سے بچنے کا اہتمام مت کرو۔ نہیں میرے عزیزو! مکروہ ناپسندیدہ ہے اور ناپسندیدہ چیز سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے اور مستحب پسندیدہ ہے اور پسندیدہ چیز کو بجا لانے کی ہر ممکن سعی ہونی چاہیئے۔

اکابر اور اتباعِ سنت

اس سلسلہ میں ہمارے بزرگوں کا طرز عمل دیکھو!وہ حضرات سنن اور

مستحبات پر بہت زیادہ پابندی کرنے والے تھے! انہیں چھوٹے سے چھوٹے عمل میں سنت طریقہ کی جستجو رہتی تھی۔ یہ حضرات ہر چیز میں سنت طریقہ کو معلوم کرتے رہتے تھے تاکہ اس کے مطابق زندگی کو آراستہ کیا جا سکے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدتمند نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! فلاں عمل میں سنت طریقہ کیا ہے؟ پوچھنے والے نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی وقت گذارا تھا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں وقت گذارا ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عمل کیا دیکھا؟ عرض کیا کہ اس طرح دیکھا، حضرت نے فرمایا کہ بس یہی سنت ہے یعنی جس طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو تم نے وہ عمل کرتے ہوئے دیکھا وہ عین سنت کے مطابق ہی ہے۔ اللہ اکبر! حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کے سنت کے مطابق ہونے کا کتنا یقین تھا کہ ذرا تردد نہیں ہوا بلکہ پورے وثوق کے ساتھ فوراً کہہ دیا کہ یہی سنت ہے۔ یہ تھی ہمارے اکابر کی زندگی۔ ان حضرات کے اعمال سنت سے اتنے آراستہ تھے کہ ان کے عمل کو دیکھ کر اس کے سنت ہونے نہ ہونے پر استدلال کیا جاتا تھا۔

حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور عالمگیر کا خواب

حضرت مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں سے حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے خلفاء میں سے ہیں۔ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کی اجازت چاہی۔ حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے کر فرمایا کہ سفر کے دوران اگر کوئی مردِ خدا تمہیں ٹھیرنے کو کہے تو ٹھیر جانا۔ چلتے چلتے یہ رائے بریلی پہنچے، وہاں کے ایک بزرگ نے باصرار کہا کہ آپ رک جائیں اور یہیں قیام فرمالیں! شیخ کا حکم تھا اس لئے رُک گئے۔ حق تعالیٰ شانہ نے بہت مقبولیت عطاء فرمائی اور انہی کی نسل سے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

یہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے بزرگ تھے۔ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک

رات خواب دیکھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ بہت تشویش ہوئی، علماء سے تعبیر دریافت کی، انہوں نے تعبیر دیتے ہوئے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ علم اللہ کا انتقال ہوگیا ہے۔

تحقیق سے پتہ چلا کہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعی انتقال ہوگیا ہے۔ تعبیر کی وجہ یہ تھی کہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اتباع سنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی جتنی آراستہ تھی اتنی اور کسی کی نہیں تھی۔ جب خواب میں یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ ایک ایسے شخص کا انتقال ہوگیا ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کامل نمونہ تھی اور اس وقت اس اعتبار سے ان سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا۔

اتباعِ سنت کا عجیب واقعہ

حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اتباع سنت کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ ایک وعظ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ کدو کھانا سنت ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں سے پیرانی صاحبہ بھی وعظ سن رہی تھیں، اتفاق سے کدو کا موسم تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کھانے پر تشریف لائے تو گھر میں کدو پکا ہوا تھا، دوسرے وقت بھی کدو ہی تھا، اسی طرح دو پہر اور شام کدو کا سلسلہ رہا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پیرانی صاحبہ سے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کل پرسوں وعظ میں فرمایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو محبوب تھا اور اسے کھانا سنت ہے تو میں نے خیال کیا کہ یہ کدو کا موسم ہے، لہذا اس سے خوب فائدہ اٹھا لینا چاہیئے، جب یہ موسم ختم ہوجائے گا تو ہم اس سنت پر عمل کرنے سے محروم ہو جائیں گے!

اللہ اکبر! ایک عورت کو سنت سے کتنی محبت اور عمل کا کیسا جذبہ! حضرت

حکیم الامت رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ کی یہ بات سن کر میرے دل میں خیال آیا کہ ایک عورت میں سنت پر عمل کرنے کا جب اتنا جذبہ ہے، تو مجھے بھی اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے!

میرے دوستو! یہ لوگ کیسے مٹے ہوئے تھے؟ سبحان اللہ ! عقل حیران ہے! اتنا بڑا عالم، اتنا بڑا شیخ، مگر وہ اپنی بیوی کی ایک بات سے عبرت حاصل کرتا ہے۔ یہ لوگ فقیہ تھے میرے بھائیو! نرا علم نہیں تھا، بلکہ علم کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ کا عشق بھی تھا،

بر کفِ جام شریعت
بر کفِ سندانِ عشق

ہم تو السعید من وعظ بغیرہ کو پڑھتے ہیں اور بیان کرتے ہیں! ان حضرات کا اس پر عمل بھی تھا۔ اپنی اہلیہ کا اتباعِ سنت کا جذبہ دیکھ کر اپنی زندگی کے محاسبہ کا فیصلہ کرلیااور ایک ہفتہ تک جائزہ لیا۔ حضرت رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ہفتہ تک میں نے اپنا محاسبہ کیا کہ صبح سے شام، شام سے صبح، میرے جتنے کام ہوتے ہیں، ان میں سنت کا اہتمام ہے یا نہیں؟ ایک ہفتہ تک جائزہ لینے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ الحمد للہ ثم الحمد للہ میری زندگی کے ہر کام میں سنت کا اہتمام ہے اور کوئی کام خلافِ سنت نہیں ہے۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! میرے بھائیو! ہم ان ہی حضرات کے نام لیوا ہیں، ہم اپنے آپ کو حکیم الامت رحمۃاللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر ان میں اور ہم میں کتنا فرق ہے، اِن حضرات کا عمل کیسا تھا اور ہمارا کیسا ہے! عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ علم میں پختگی بھی خوب ہو اور اس علم پر عمل بھی کامل درجہ کا۔

فقیہ مخلوق کے لئے سود مند

جب علم و عمل کی یہ دولت نصیب ہوجائے گی تو پھر یہ فقیہ دنیا سے بے پرواہ ہوکر آخرت کی خاطر مخلوق کی نفع رسانی کے لئے جدوجہد میں لگا رہے گا۔

نعم الرجل الفقیه فی الدین ان احتیج الیه نفع، وان استغنی عنه اغنی نفسه

بہت اچھا شخص ہے وہ فقیہ فی الدین کہ اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو وہ نفع پہنچائے، اور اگر اس سے بے پروائی برتی جائے تو وہ بھی اپنے آپ مستغنی رکھے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ علم کی تمام فضیلتیں عالم باعمل کے لئے ہے۔ علم بغیر عمل کے وبال ہوگا اور ایسے لوگ قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم میں پھینکے جانے والوں میں ہونگے۔اب معلوم ہوگیا کہ فقیہ اور عالمِ ربانی اور وارثِ نبی اسی کو کہتے ہیں جس کا علم پختہ اور ٹھوس ہو، جو دنیا سے بے رغبتی کرنے والا ہو اور آخرت کی رغبت رکھنے والا ہو۔ اور یہ زھد کی دولت حاصل ہوگی مشائخ اور بزرگوں کے ساتھ وابستگی سے، جب وابستگی ہوگی تو اصلاح ہوگی اور اصلاح ہوگی تو المداوم علی عبادۃ ربه کا مصداق ہوگا۔جب زندگی میں دین ہوگا، استقامت اور تقوی ہوگا، فکر آخرت ہوگی، تو اللہ کی مخلوق کے لئے ہمدردی اور بے چینی محسوس کرے گا۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃاللہ علیہ کی کڑھن

اسی لئے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃاللہ علیہ امت کے لئے تڑپتے تھے، چونکہ وہ نرے عالم نہیں تھے، وہ فقیہ تھے، عالمِ ربانی تھے اور حقیقی معنی میں وارثِ نبی تھے۔راتوں کو تڑپتے تھے اور بے قراری میں ادھر سے اُدھر کروٹ بدلتے رہتے تھے، اگر بے چینی بڑھتی تو اٹھ کر ٹہلنے لگتے۔ ایک دن بی بی نے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ آپ کو نیند کیوں نہیں آتی؟ حضرت رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا بتلاؤں؟ اگر تم کو وہ بات معلوم ہوجائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے، جاگنے والے دو ہوجائیں۔

میرے عزیزو! امّت کی فکر اور امّت کے لئے ہمدردی میں ہمارے سب اکابر مشترک تھے۔ ہر وارث نبی کو یہ وصف وراثت میں ملتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ و سلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَاراً فَجَعَلَ الجَنَادِبُ والفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، وَأَنَا آخذٌ بحُجَزكُمْ عَنِ النَّارِ، وَأَنْتُمْ تَفَلَّتونَ مِنْ يَدَيَّ (رواه مسلم، كتاب الفضائل، بَاب شَفَقَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمَّتِهِ وَمُبَالَغَتِهِ فِي تَحْذِيرِهِمْ مِمَّا يَضُرُّهُمْ)

میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی اور مچھر اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ انہیں آگ سے دور ہٹا رہا ہے، میں بھی تمہیں پیچھے سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے روک رہا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہو۔

اپنے آپ کو بزرگوں سے وابستہ کیجئے

عزیزو! میں آپ کو بہت مخلصانہ مشورہ دے رہا ہوں، آپ اپنے آپ کو بزرگوں سے وابستہ کیجئے، جن مشائخ سے آپ وابستہ ہیں ان سے تعلق مضبوط کیجئے، ان سے رابطہ میں رہو، اطلاع اور اتباع کا اہتمام کرو اور جو حضرات کسی سے وابستہ نہیں ہیں، وہ کسی شیخِ محقق سے اپنے آپ کو جلدوابستہ کریں۔ان شاء اللہ تعالیٰ علم میں محنت اور اصلاح کی فکر کے نتیجہ میں جب زھد آئے گا تب جاکر فقیہ بن جائیں گے، عالمِ ربانی بن جائیں گے اور وارثِ نبی بن جائیں گے، پھر آپ جہاں کہیں بھی ہوں گے چاروں طرف خوشبو ہی خوشبو مہک رہی ہوگی،اور حق تعالیٰ شانہ آپ کے ذریعہ حفاظت دین اور اشاعت دین کی خدمت لے گا۔

دین کا پہرہ دار صرف عالمِ ربانی

آپ اسلامی تاریخ اٹھاکر دیکھیں! تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام پر جب بھی کوئی آڑا وقت آیا ہے تو حق تعالیٰ شانہ نے دین کی اور امتِ مسلمہ کی حفاظت کے لئے جس شخص کو بھی ذریعہ بنایا،وہ شخص فقیہ فی الدین، عالمِ ربانی اور وارثِ نبی ہی تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃاللہ علیہ سے لیکر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃاللہ علیہ اور حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی رحمۃاللہ علیہ اور اس کے بعد کے ہمارے اکابرین تک، جب بھی امت کو کسی

فتنہ سے خطرہ لاحق ہوا ہے تو اس کے مقابلہ کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے ہمیشہ کسی فقیہ فی الدین، عالمِ ربانی اور وارثِ نبی ہی کا انتخاب کیا ہے۔ ایسا شخص جو علم میں بھی ٹھوس تھا، الزاہد فی الدنیا بھی تھا، الراغب فی الآخرۃ بھی تھا اورعبادت پر جما ہوا بھی تھا۔اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اصلاح کی طرف خوب توجہ فرمائیں اور اپنے کو ان اوصاف سے متصف کریں۔

ایک بہت ضروری بات

اخیر میں ایک بہت ہی ضروری بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اپنے اکابر اور اسلاف کے منہج کو خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر رکھیں۔ وہ حضرات علم و عمل کے جامع تھے اور ان کا طریق اقرب الی السنۃ اور اقرب الی الصواب ہے۔ہم ہمارے ان اکابر کے مرہونِ منت ہیں،ہم جو کچھ ہیں،انہی کی وجہ سے ہیں،ہماری آج جو عزت ہے وہ انہی کی وجہ سے ہے، ہم تک ظاہری علوم انہی کے واسطہ سے پہنچے ہیں جس کی وجہ سے ہم علماء کہلاتے ہیں،اور ہم تک باطنی علوم بھی انہی کے واسطہ سے پہنچے ہیں جس کی وجہ سے آج ہمارے اندر اخلاق کی کچھ رمق باقی ہے۔ان بزرگوں سے ہم کسی طرح بے نیاز نہیں ہوسکتے، ان کے ہمارے اوپر بہت احسانات ہیں، اس لئے اپنے آپ کو ان حضرات کے طریق پر اور ان حضرات کی فکر و نظر سے کامل درجہ میں وابستہ رکھیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کی سوانح کا مطالعہ کر کے ان کے حالات سے باخبر رہیں، اسی طرح ان کے مواعظ و ملفوظات اور ان کی کتب کا بہت اہتمام سے مطالعہ کریں۔موجودہ بزرگوں کی قدر کریں اور ان سے استفادہ کریں۔

میرے بھائیو!یہ دور بڑا پر فتن ہے، چاروں طرف فتنے ہی فتنے ہیں۔ بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم ان کے طریق پر مضبوطی کے ساتھ رہیں جو کامیابی کے ساتھ منزل تک پہونچ چکے ہیں۔میرے بھائیو! آپ پوری دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیجئے! حق تعالیٰ شانہ اس وقت بھی دین کی خدمت (اور وہ دین کی خدمت جسے دین کی خدمت کہا جا سکے) اسی سے لے رہا ہے جو بزرگوں کی تعلیمات سے وابستہ ہے۔

حق تعالیٰ شانہ دین کی حفاظت کے لئے کسی بھی دنیوی سبب کے محتاج نہیں ہیں۔نہ وہ کسی عہدہ کے محتاج ہیں نہ کسی ڈگری کے۔ان کے یہاں قدر تقوی اور خلوص کی ہے۔

احساسِ کمتری سے بچو!

نری چمک دمک سے متاثر نہیں ہونا چاہئے، میرے بھائی!

"All that glitters is not gold. Old is gold"

ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں،بلکہ جو چیز پرانی ہوتی ہے وہ سونا ہوتا ہے۔

احساسِ کمتری کا ہرگز شکار نہیں ہونا چاہئے۔حق تعالیٰ شانہ نے تمہارے سینے کو علمِ نبوت سے معمور کیا ہے اور پھر تم احساسِ کہتری کے شکار ہوتے ہیں،کس قدر افسوس کی بات ہے، یہ علم نبوت کی ناقدری ہے۔میرے بھائی!ایک شخص کو وزارت کا منصب مل جائے اور وہ اسے ٹھوکر مار کر بھنگی بننا پسند کرے وہ بھی اپنے منصب کی اتنی ناقدری کرنے والا نہیں ہوگا جتنا ایک عالم اپنے منصب سے گر کر اپنے منصب کی نا قدری کرنے والا بنتا ہے۔

دین کی خدمت کا واحد طریقہ

ہمارا مقصد دین کی خدمت ہے، اور دین کی خدمت اسلاف کے طریق پر ہی ہوگی۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بات بھی اسلاف کے طریقے کے خلاف نظر آئے چاہے وہ کتنے ہی خلوص سے کی جارہی ہو، سمجھ لیجئے کہ وہ ہمارے مسلک کا راستہ نہیں ہے،اس لئے کہ ہمارے بزرگوں کے تمام کام سنت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے،جو کام بھی اس کے خلاف ہوگا وہ سنت کے خلاف ہوگا۔مزید آگے آپ فرماتے ہیں کہ یاد رکھئے! ہم اپنے بزرگوں کے طریقے سے جتنا ہٹیں گے اتنا ہی راہِ اعتدال اور راہ سنت سے ہٹیں گے، اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھئے کہ جو بھی کام کریں بزرگوں کے طریقے کے مطابق کریں۔

میں دو بارہ عرض کرتا ہوں، آپ پوری دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیجئے، آپ کو

نظر آئے گا کہ آج بھی حق تعالیٰ شانہ دین کی حفاظت اور دین کی اشاعت کی خدمت انہی سے لے رہے ہیں جو بزرگوں کے منہج پر ہیں! اگر آپ کو اللہ کے دین کے خدام میں شامل ہونے کی چاہت ہے تو آپ اپنے آپ کو بزرگوں کی تعلیمات اور اصول سے وابستہ رکھیں اور ان کے طریق پر اپنے آپ کو جمائیں۔

علم صرف علمِ نبوت ہے

یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ علماء محققین کا اتفاق ہے کہ علم صرف علمِ نبوت ہے، علمِ نبوت کے علاوہ باقی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ علوم نہیں، فنون ہیں یا ہنر، اور یہ سب علمِ نبوت کی لونڈیاں ہیں، اس سے آگے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان کو ایک آلہ کے طور پر دین کے فروغ کے لئے مقصود بنائے بغیر شرعی حدود میں رہ کر کوئی سیکھتا ہے تو اسمیں کوئی حرج نہیں۔اگر کوئی اسی کو مقصود سمجھ لیتا ہے یا یونورسٹی اور کالج کی تعلیم کے بعد مدارس اور اہل مدارس کی، ان کے نظام اور نصاب کی حقارت دل میں آجاتی ہے اور اس سے بھی آگے ترقی کر کے ان پر بے جا تنقید شروع ہوجاتی ہے تو یہ بہت ہی خطرناک چیز ہے، یہ دین کے خادم کا شیوہ نہیں ہے۔جس چشمہ سے علمِ حدیث اور علمِ قرآن کی سیرابی نصیب ہوئی اس کی تنقید کرنے والا، لادینیت کے مراکز کو عظمت کی نظر سے دیکھنےوالا اور ہمارے بزرگوں کے طریق کوتنگ نظر سمجھنے والا دین کی صحیح اور قابل قدر خدمت کیسے کر سکے گا! اس قسم کے نقصان سے اپنے آپ کو بچاؤ! ہماری کامیابی اسلاف کے طریق ہی میں ہے! حضرت امام مالک رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا يصلح آخر هذه الأمة ألا بما صلح به أوّلها

جس طریقہ سے امت کا پہلا طبقہ کامیاب ہوا ہے امت کا آخری طبقہ بھی اسی طریقہ پر چل کر کامیاب ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كنّا أذلاّء نحن قوم أعزّنا الله بالأسلام فمهما ابتغينا العزّة بغير ما أعزّنا الله به أذلّنا الله

ہم ذلیل تھے، ہمیں اللہ تعالی نے اسلام کی تعلیمات کی برکت
سے عزت عطا فرمائی، اس راہ کو چھوڑ کر اگر ہم کسی اور طریق
میں کامیابی تلاش کریں گے تو اللہ تعالی ہمیں ذلیل کر دے گا۔

کامیابی صرف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ میں ہے، دوسرے طریقوں میں کامیابی نہیں ہے! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق سے سب سے زیادہ قریب ہمارے بزرگوں کا طریق ہے!

ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخاست ہوئی

جن لوگوں کو ان نفوس قدسیہ کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ان سے پوچھئے۔شاہ عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قافلہ جا رہا تھا، سب چلے گئے ایک شخص پیچھے رہ گیا، وہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب کبھی اپنی مصروف زندگی سے چند لمحات فراغت کے میسر آتے تو آپ اکابرِ علماء دیوبند کا تذکرہ شروع کردیتے اور دیر تک ان کے واقعات سناتے رہتے اور اخیر میں بڑی حسرت سے یہ مصرعہ پڑھتے:

ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخاست ہوئی

میرے عزیزو! ہمارے اکابر انسانوں میں فرشتے تھے اور خاک میں چمکنے والے ہیرے تھے:

بھیڑ میں دنیا کی جانے وہ کہاں گم ہوگئے
کچھ فرشتے بھی رہا کرتے تھے انسانوں میں
شاذ ہی دیکھو گے ان جیسے فقیروں کی طرح
خاک میں بھی جو چمکتے ہیں ہیروں کی طرح

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت دونوں جہاں میں ان حضرات سے وابستگی نصیب

فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنی میں وارثینِ انبیاء بنائیں، فقہاء بنائیں، علماء ربانیین بنائیں، اپنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اور اپنے محبوب دین کے خدام میں شامل فرمائیں اور اپنی مرضیات پر چلا کر حسنِ خاتمہ نصیب فرمائیں۔آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ ربّ العالمين وصلّى الله تعالى

على سيدنا و نبيّنا و مولانا محمّد و على آله و صحبه أجمعين